۷۸۶
شیعہ مذہب
سنّی کتابوں میں
ذاکرِ اہلبیتؑ کامران حیدر

۷۸۶

شیعہ مذہب سنّی کتابوں میں

ذاکرِ اہلبیتؑ کامران حیدر

فہرست مضامین

نشان سلسلہ	مضمون	صفحہ نمبر
1	پیش لفظ	4
2	شیعہ کلمہ	7
3	وضو	10
4	نماز	13
5	سجدہ گاہ	16
6	روزہ	18
7	متعہ	19
8	تقیّہ	21
9	عیدِ غدیر	23
10	عزاداری	26

پیش لفظ

اکثر اہلسنّت حضرات شیعوں کے بارے میں غلط فہمی کا شکار ہیں کہ شیعوں کو کافر قرار دیتے ہیں مخالفین کے پروپگنڈہ مشنری نے شیعوں کے خلاف دل و دماغ میں نفرت بھردی ہے حالانکہ شیعہ اسلامی فرقہ ہے۔ اللہ کی وحدانیت، رسول اللہ کی رسالت اور انکے آخری نبی ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے۔ آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ اللہ کی کتاب قرآنِ مجید کے ہر حرف پر ایمان رکھتا ہے کعبہ کو اپنا قبلہ مانتا ہے پانچ نمازیں، رمضان کے روزے، اور حج ادا کرتا ہے زکوٰۃ ادا کرتا ہے پھر پتہ نہیں کیوں شیعوں سے نفرت کی جاتی ہے اس کتاب کے لکھنے کا مقصد یہہ ہیکہ اہلسنّت حضرات اپنی کتابوں کے آئینہ میں شیعہ مذہب کے عقائد و اعمال کو دیکھیں اور شیعوں سے نفرت نہ کریں اور عام شیدہ افراد اپنے مذہبی اعمال کے حوالجات اہلسنّت کی کتابوں سے محفوظ رکھیں تا کہ بوقت ضرورت اسکو بتایا جاسکے۔ جو لوگ اپنے مذہبی اعمال شعور کیساتھ اور دلائل کیساتھ انجام دیتے ہیں وہ اور انکی نسلیں اپنے مذہب سے مطمئن رہتی ہیں انہیں اپنے مذہب پر یقین رہتا ہے ورنہ دلائل سے لاعلمی شکوک و شبہات کو پیدا کرتی ہے۔ مخالف مذہب سے بات نہیں کی جاسکتی جب مخالف مذہب کی کتابوں سے دلیلیں دینگے تو مخالف آپ کے مذہب کو قبول نہ بھی کرے تو کم از کم آپ کو کافر کہکر خود کو گنہگار نہ بنائے گا اس کتاب میں شیعوں کی نماز، روزہ، وضو، کلمہ، تقیہ، عزاداریِ امام

حُسینؑ کی رسومات، علَم، تعزیہ، ماتم، زنجیری ماتم، سجدہ گاہ پر دلائل فراہم کیئے گئے ہیں۔ شیعہ فرقہ قرآن واہلبیتؑ کی اطاعت کرتا ہے اپنے دین کے اصول اور فروعِ عقائد واعمال میں انہی کی تعلیمات وہدایات کا پابند ہے کیونکہ رسولؐ اللہ نے قرآن واہلبیتؑ کی اطاعت کا ہمکو حُکم دیا ہے چنانچہ اِس مضمون کی حدیث جسکو حدیثِ ثقلین کہتے ہیں اہلسنّت کی معتبر کتابوں میں موجود ہے جو حسب ذیل ہے ''روایت ہے زید بن ارقم سے کہ فرمایا رسولِ خُداصلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے میں تمہارے درمیان ایسی دو چیزیں چھوڑ جاتا ہوں ایک ان میں سے دوسرے سے بڑی ہے وہ جو بڑی ہے اللہ کی کتاب ہے کہ گویا ایک رسّی ہے آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی اور دوسری میری عترت یعنی اہلبیتؑ میرے کہ یہہ دونوں جُدا نہ ہونگے یہاں تک کہ وارد ہونگے میرے ساتھ حوضِ کوثر پر سو دیکھو میرے پیچھے ان کے ساتھ کیا کرتے ہو

(ترمذی شریف جلد۲ صہ۷۹۷ باب مناقب اہلبیت)

یہہ حدیث تھوڑے سے فرق کے ساتھ مسلم شریف میں بھی ہے طویل حدیث کا ضروری حصّہ یہ ہے ''میں تم میں دو بڑی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں پہلی تو اللہ کی کتاب اس میں ہدایات ہیں اور نور ہے تو اللہ کی کتاب کو تھامے رہو اور اسکو مضبوط پکڑے رہو'' غرض آپؐ نے رغبت دلائی اللہ کی کتاب کی طرف پھر فرمایا ''دوسری چیز میرے اہلِ بیتؑ ہیں میں اللہ کی یاد دلاتا ہوں تم کو اپنے اہلِ بیتؑ

کے باب میں'' تین مرتبہ آپؐ نے یہ بات بیان فرمائی۔''

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل حدیث نمبر ۶۲۲۵ صہ ۵۰۹ حصہ ۶ ترجمہ علامہ وحید الزمان)

چنانچہ شیعہ اس صحیح حدیث کے پیشِ نظر قرآن و اہلبیتؑ کی پیروی کرتے ہیں حضرت علیؑ رسولؐ اللہ کے علم کے وارث ہیں لھذا بعد رسولِؐ اکرم ان کی پیروی کرتے ہیں اسلیئے شیعانِ علیؑ یعنی علیؑ کی پیروی کرنے والے مشہور ہیں بعض احادیث میں علیؑ کے شیعہ یعنی علیؑ کی پیروی کرنے والوں کو جنّتی کہا گیا ہے چنانچہ احمد بن حجر شافعی مکی نے اپنی مشہور کتاب صواعق محرقہ میں لکھا ہے کہ علیؑ کے شیعہ جنّتی ہیں۔'' طبرانی نے بیان کیا ہے کہ حضرت رسولِ کریمؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ جنت میں چار آدمی سب سے پہلے داخل ہوں گے۔ حسنؑ اور حُسینؑ اور ہماری اولاد ہمارے پیچھے پیچھے ہوگی اور ہماری بیویاں ہماری اولاد کے پیچھے ہونگی اور ہمارے شیعہ ہمارے دائیں بائیں ہوں گے۔ اس کی سند ضعیف ہے لیکن حضرت ابن عباس کی صحیح روایت اسکی شاہد ہے۔''

(صواعق محرقہ ص۔ ۳۸۵۔ فصل اوّل)

میں نے مکمل روایت لکھدی اس حدیث کو ضعیف کہنے کے باوجود ابن عباس کی صحیح روایت کی گواہی کے سبب اسکو ابن حجر نے لکھا معلوم ہوا علیؑ کے شیعہ جنّتی ہیں جو لوگ شیعوں کو کافر کہتے ہیں وہ اس حدیث کے مخالف کہہ رہے ہیں لھذا حدیث کے احترام میں شیعوں کو کافر نہ کہیں۔ تا کہ مخالفین اسلام کی سازشوں کو ناکام بنا سکیں

شیعہ کلمہ

اہلسنّت حضرات کی شیعوں سے نفرت کا ایک اہم سبب شیعوں کا کلمہ ہے جو
کہ شیعہ پڑھتے ہیں لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کے بعد
علیؑ ولیؑ اللہ پڑھنے کو اہلسنّت سمجھتے ہیں کہ شیعوں کا کلمہ الگ ہے
شہادتین یعنی توحید ورسالت کی گواہی کے بعد ولایت کی گواہی تیسری
گواہی ہے یعنی شیعہ کلمۂ شہادات پڑھتے ہیں۔ یعنی انکی مذہبی شناخت
ہے جو یہہ نہیں پڑھتا وہ شیعہ نہیں کہلاتا کیونکہ شیعوں کے پاس ختمِ نبوّت
کے بعد ولایتِ علیؑ کی بنیادی اہمیت ہے کیونکہ ولایت ختمِ نبوّت کا اعلان
ہے کہ نبوت کا اور وحی کا سلسلہ ختم ہوگیا اب ولایت کا سلسلہ شروع ہورہا
ہے یہہ تیسری گواہی قرآنِ مجید میں اسکے اشارے ملتے ہیں اسکو بیان کیا
جائے گا پہلے یہہ جان لیجیے کہ شہادتین یعنی لا الہ الآ اللہ محمد
الرسولؐ اللہ دوالگ الگ کلمے قرآن میں ہیں۔ ایکساتھ نہیں ہیں اور
نہ بخاری شریف میں یہہ کلمے ایکساتھ ہیں قرآن میں نہ ہونیکے باوجود
بعض احادیث کی بنیاد پر ان دو کلموں کو ایکساتھ ادا کیا جاتا ہے اسی طرح
سے علیؑ ولی اللہ بھی احادیث میں ملتا ہے اسلئے شیعہ اسکو کلمہ میں
ذکر کرتے ہیں اسکے معنیٰ علیؑ اللہ کے ولی ہیں ان معنیٰ سے کس مسلمان کو

انکار ہوگا ؟ کسی کونہیں تو یہی بات عربی فقرے میں کہی جارہی ہے تو کفر
کیوں جبکہ اسپر بعض احادیث ما اور شیعہ حضرات وصي رسول الله
بھی کہتے ہیں تا کہ مزید وضاحت ہوجائے کہ رسولؐ اللہ آخری نبیؐ ہیں علیؑ
انکے وصی خلیفہ ہیں یہہ انکی اپنی مذہبی شناخت ہے نہ ان کو اللہ کی وحدانیت
سے انکار ہے نہ رسولؐ کی رسالت سے انکار ہے بس وہ علیؑ کو اللہ کا ولی اور
رسولؐ کا وصی کہتے ہیں تو کافر کیوں ہونگے ان سے نفرت کیوں کی جائے ؟
انہیں بُرا کیوں کہا جائے۔؟۔

قرآنِ مجید کی بعض آیات میں اس تیسری گواہی کی طرف اشارہ ہے جب
آیت إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ (مائدہ۔آیت ۵۵۔پ ٦)
آیت اولی الامر پ ۵ آیت ۵۹) میں اللہ کی اطاعت رسولؐ کی اطاعت کا
ذکر ہے اللہ کی اطاعت لا الہٰ الاّ اللّٰہ رسول کی اطاعت محمد
الرسول اللّٰہ تیسرے اولامر جنکی اطاعت رسولؐ کی اطاعت کی طرح
ہے کیونکہ الگ سے انکے لیئے اطیعوا (اطاعت) کا لفظ نہیں آیا انکی
اطاعت رسولؐ اللہ کی اطاعت کی طرح ہے تو یہہ گنہگار یا خطا کار کی
اطاعت نہ ہوگی چونکہ شیعوں کا عقیدہ ہے کہ اولا لامر اللہ کی طرف سے ہوتا
ہے کیونکہ پوری اُمّت کو اسکی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے وہ افضل اُمّت ہے

اور شیعوں کے عقیدہ میں وہ بعد رسولؐ اللہ حضرت علیؑ ہیں اور انکی اولاد سے ائمۂ اہلبیتؑ ہیں یہہ اول الامر ہیں۔ ان سے خطا واقع نہیں ہوئی انکی پہلی فرد امامِ علیؑ ہیں آخری محمد ابن الحسن عسکریؑ ہیں جملہ بارہ امام ہیں سب کی ولایت امام علیؑ کی ولایت پر ختم ہوتی ہے جو کہ اول الامر کی پہلی فرد ہیں لھذا علیٌّ ولی اللّٰہ کہتے ہیں کہ علیؑ اللہ کے ولی ہیں رسول اللہ کے وصی ہیں چونکہ شیعہ نبیؐ کے فوراً بعد علیؑ کو نبیؐ کا خلیفہ مانتے ہیں اس لئیے وہ خلیفۂ بلافصل کہتے ہیں۔

حدیث: جنابِ امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جنابِ سرورِ کائنات صلیّ اللہُ علیہ و آلہٖ وسلّم فرماتے تھے کہ شبِ معراج میں جنّت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ محمدؐ خُدا کا حبیب ہے علیؑ خُدا کا دوست ہے فاطمہؑ پروردگار کی خادمہ ہے حسنینؑ خدا کے برگزیدہ ہیں ان کے دشمنوں پر خُدا کی لعنت ہو = عربی عبارت بقدرِ ضرورت لکھتا ہوں بعنوانِ ولی اللہ لکھتے ہیں کہ عن علیٌ قال قال رسول اللہ صلیّ اللہُ علیہ و آلہٖ و سلّم لما اسری بی رایت علیٰ باب الجنّة مکتوبا بالفھب لا الہ الا اللّٰہ محمدٌ حبیب اللّٰہ فعلی ولی اللّٰہ

(ارجح المطالب صہ ۳۲ علامہ عبید اللہ الامرتسری) اور کوکب الدُّرّی میں

علامہ ابو صالح کشفی ترمذی نے کئی احادیث اس مضمون کی لکھی ہیں کہ باب جنّت پر۔ جنّت میں درختوں کے پتوں پر کلمہ شہادتین کے بعد علیؑ ولی اللہ لکھا ہے علامہ ترمذی حنفی قادری پیر طریقت تھے جنکی کتاب کی تصدیق نفائس المنن فی ذکر سیدنا ابی الحسن میں علامہ قلندری سنی حنفی کاکوروی نے کی ہے اور حضرت علیؑ۔ رسولؐ اللہ کے وصی تھے شیعہ یہہ بھی کلمہ میں کہتے ہیں تو اسکے لیئے علامہ جامی کی شواھد النبوۃ پڑھیئے جب حضرت علیؑ نے جنگِ صفّین میں ایک چشمہ کے پتھر کو جسے کئی لوگ نہ ہٹا سکے اپنی ایک انگلی سے ہٹایا تو راھب یہہ کہکر اسلام قبول کیا اور یہہ پڑھا ''راھب نے کہا. اشھد ان لا الٰہ الاّ اللّٰہ و اشھد انّ محمّدؐ رسول اللّٰہ و اشھد انّکَ علیؑ وصی رسولؐ اللّٰہ'' =

(شواھد النبوۃ صہ ۲۸۷) علامہ جامی نے اس کلمہ کو لکھا انکو کوئی بُرا نہیں کہتا شیعہ یہہ پڑھیں تو کافر کیوں ؟ یا ان سے نفرت کیوں؟

وضو

شیعہ حضرات کے وضو کو دیکھکر اکثر اہلسنّت اسکو اُلٹا وضو کرنا کہتے ہیں یا یہہ کہ وضو کے طریقہ کو غلط مانتے ہیں شیعہ وضو میں اپنے پیروں پر مسح کرتے ہیں اور سُنّی پیر دھوتے ہیں سُنّی حضرات شیعوں کے طریقۂ وضو کو

اپنے خلاف دیکھکر غلط کہتے ہیں حالانکہ اہلسنّت کی کتابوں میں شیعوں کی طرح پاؤں پر مسح کی روایات ہیں بلکہ قرآنِ مجید کے ترجمہ میں بھی پیر پر مسح کرنا (مل لینا) بعض اکابر علماءِ اہلسنّت نے ترجمہ کیا ہے چنانچہ (پ ۶ سورۂ مائدہ آیت ۶) کے ترجمہ میں مولانا حسین احمد مدنی لکھتے ہیں ''اے ایمان والو جب تم اٹھو نماز کو تو دھولو اپنے منہ اور ہاتھ کہنیوں تک اور مل لو اپنے سر کو اور پاؤں ٹخنوں تک یہہ اور بات کے اس ترجمہ کے ساتھ میں شبیر احمد عثمانی صاحب نے پیر دھونا کہا ہے۔ مگر ترجمہ مل لو یعنی (مسح) کرو ہے اور مولانا شرف تھانوی صاحب نے ترجمہ میں دھونے کو بریکٹ میں لکھا ہے یعنی مسح کو دھونے کے لفظ سے سمجھایا ہے اگر چہ ترجمہ مسح ہی ہے اب آپ تفسیر ابنِ کثیر ملاحظہ کریں اور غور سے پڑھیں لکھا ہے کہ ''وضو میں ترتیب فرض ہے آیت کے اس جملہ کی ایک قرأت اور بھی ہے وار جلِکُم لام کے زیر ہے اور اسی سے شیعہ نے اپنے اس قول کی دلیل لی ہے کہ پیروں پر مسح کرنا واجب ہے کیونکہ ان کے نزدیک اس کا عطف سر کے مسح کرنے پر ہے بعض سلف سے بھی کچھ ایسے اقوال مروی ہیں۔ جن سے مسح کے قول کا وہم پڑتا ہے چنانچہ ابن جریر میں ہے کہ موسیٰ بن انس نے حضرت انس سے لوگوں کی موجودگی میں کہا کہ حجّاج نے اہواز

میں خطبہ دیتے ہوئے طہارت اور وضو کے احکام میں کہا کہ منھ ہاتھ دھوؤ
اور سر کا مسح کرو اور پیروں کو دھویا کرو عموماً پیروں پر ہی گندگی لگتی ہے
تلوؤں کو اور پیروں کی پُشت کو اور ایڑی کو خوب اچھی طرح دھویا کرو
حضرت انس نے جو آیا کہا کہ اللہ تعالیٰ سچّا ہے اور حجّاج جھوٹا ہے اللہ تعالےٰ
فرماتا ہے وامسحو برئوسکم و اَرْ جُلِکُمْ ۔اور حضرت انس کی
عادت تھی کہ پیروں کا جب مسح کرتے بالکل بھگولیا کرتے۔آپ ہی
سے مروی ہے کہ قرآنِ کریم میں پیروں پر مسح کرنے کا حکم ہے ہاں حضورؐ
کی سُنّت پیروں کا دھونا ہے ابن عباس سے مروی ہے کہ وضو میں دو
چیزوں کا دھونا ہے اور دو پر مسح کرنا ہے اور حضرت قتادہ سے یہی مروی
ہے۔ابن ابی حاتم میں حضرت عبداللہؓ سے مروی ہے کہ آیت میں بھی
پیروں پر مسح کرنے کا بیان ہے۔ابن عمرؓ علقمہ۔ابو جعفر محمد بن علی اور ایک
روایت میں حضرت حسن اور جابر بن زید اور ایک روایت میں صحابیوں
سے بھی اسی طرح مروی ہے اسی طرح مروی ہے حضرت عکرمہ اپنے
پیروں پر مسح کرلیا کرتے تھے۔شعبی فرماتے ہیں کہ حضرت جبرئیلؑ کی
معرفت مسح کا حکم نازل ہوا ہے" (تفسیر ابن کثیر پ ۶ صہ ۶۳، ۶۴)
آپ غور کریں اکابر صحابہ وتابعین کے اقوال دیئے گئے کہ وضو میں پیروں

پر مسح کرنا جائز ہے اب پڑھیئے علامہ وحید الزماں کو وہ کہتے ہیں کہ ''اور شیعوں نے پاؤں کا مسح وضو میں لازم رکھا ہے اور ظاہر قرآن سے بھی مسح نکلتا ہے اور ابن جریر نے اپنی تفسیر میں متعدد روایات جواز مسح کے لیے ذکر کی ہیں لیکن اکثر صحابہ کرام سے بالاتفاق پاؤں کا کا دھونا مروی ہے اور اسی لیئے جمہورِ اہلسنّت نے اوسی کو اختیار کیا ہے ان سب امور کیساتھ اگر کوئی مسح کرے تو اوسکو گمراہ نہیں کہہ سکتے کیونکہ بعض صحابہ اور تابعین سے مسح بھی منقول ہے اور امام ابن جریر جو بڑے مشہور مجتہد اور محدث میں اسی طرح صوفیوں میں سے شیخ ابن عربی نے مسح کو بھی جائز رکھا ہے اب جو حدیثیں مروی ہیں کہ دوزخ کی آگ سے ایڑیوں کی خرابی ہے وہ اسوقت کی حدیثیں ہیں جب سورۂ مائدہ نہیں اُتری تھی۔ اور اوس سے بیشتر وضو میں پاؤں کا دھونا ضرور تھا۔''

(انوار اللغۃ ملقب بہ وحید اللغۃ باب عین مع القاف ص۔۱۵۳۔۱۵۴ مطبوعہ فیض عام بنگلور ۱۳۲۵ھ

۔ نماز ۔

شیعوں کے طریقۂ وضو کی طرح طریقۂ نماز پر بھی لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ شیعہ ہاتھ کھولکر کیوں پڑھتے ہیں حالانکہ اہلسنّت کے چار اماموں (حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی) میں سے ایک امام حضرت مالک کے پاس

ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا احادیث سے ثابت ہے اور کوئی بھی شخص حضرت امام مالک پر اعتراض نہیں کرتا اسکے علاوہ ابراہیم، عبداللہ بن زبیر اور امام باقرؑ یہہ سب حضرات ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے تھے شیعہ چونکہ اہلبیتِ رسولؐ کے اطاعت گذار ہیں اسلئیے امام محمد باقرؑ کی روایات پر عمل کرتے ہیں اور حدیثِ ثقلین میں قرآن و اہلبیتؑ کی اطاعت کا حکم موجود ہے جسکا حوالہ گذر چکا ہے یہاں صرف علامہ وحید الزماں کی کتاب کے حوالہ سے نماز میں ہاتھ کھولنے کے حکم سمجھاتا ہوں وہ لکھتے ہیں کہ۔ ''اگر واجب ہوتا تو اہلبیتؑ کرام اسکو کیونکر کرتے ہیں یہہ ترک دلیل ہے اسکے سنّت ہونے کی'' پھر لکھا۔ ''بالجملہ امام مالک اور امام محمد باقرؑ اور ابراہیم نخعی اور عبداللہ بن زبیر اور حسن بصری اور لیث بن سعد اور اوزاعی وغیرہ ہم سے ارسال (ہاتھ چھوڑنا) منقول ہے حق معلوم ہوا کہ سلفِ اُمّت میں اس مسئلہ میں خلاف تھا الخ (تسہیل القاری شرح بخاری پارہ۳ص ۸۴۰تا۸۴۷)

چار اماموں میں امام مالک کا عمل اور علامہ وحید الزماں کا بیان اہلسنّت حضرات کو مطمئن کردیگا نیز شیعوں کا عمل مطابق امام محمد باقرؑ جو شیعوں کے پانچویں امام ہیں ہونیسے اہلبیتِ رسولؐ کی پیروی کرنا ثابت ہوگیا دوسرا اعتراض یہہ ہوتا ہے کہ شیعہ نمازیں ملا کر پڑھتے ہیں تو کیوں؟ یہہ

اعتراض بھی غلط ہے کیونکہ رسولؐ اللہ نمازیں مِلا کر پڑھتے تھے دیکھئے صحیح مسلم کی یہہ حدیث ابن عباسؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلیٰ اللہُ علیہ وآلہ وسلّم نے ظہر اور عصر کو اور مغرب اور عشاء کو مدینہ میں بغیر خوف اور بارش کے جمع کیا۔ وکیع کی روایت میں ہے کہ میں نے ابن عباسؓ سے کہا۔ آپؐ نے یہہ کیوں کیا؟ انہوں نے کہا: تاکہ آپؐ کی اُمت کو حرج نہ ہو اور ابی معاویہ کی روایت میں ہے کہ ابن عباسؓ سے کس نے کہا: کس ارادہ سے آپ صلیٰ اللہُ علیہ وآلہ وسلّم نے یہہ کیا؟ انہوں نے کہا: چاہا کہ آپؐ کی اُمّت پر تکلیف نہ ہو۔

(صحیح مسلم جلد۲ ص ۶۴۰ حدیث ۱۶۳۳ باب اقامت میں دو نمازوں کا جمع کرنا۔) وحیدالزماں مترجم کہتے ہیں کہ ''حقیقت میں جب ابن عباسؓ سے یہہ مروی ہوا عبداللہ بن شقیق کی روایت سے کہ ہم رسولؐ اللہ کے زمانہ میں دو نمازیں جمع کرتے تھے تو اب یہہ کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ اس کے عمل ترک کرنے پر اجماع ہے اور جو چیز آپؐ کے زمانہ بابرکت میں صحابہ کے معمول بہا ہو اسکو سارا زمانہ ملا کر کیوں کر چھڑا سکتا ہے (ص۔۶۴۲)

خُدا کا شکر ہے شیعہ رسولؐ اللہ کی سُنّت پر عمل کرتے ہوئے نمازوں کو ملا کر پڑھتے ہیں کیونکہ رسالتؐ کا کلمہ پڑھتے ہیں انہی کے قانون پر عمل کرتے

ہیں دوسروں کے حکم پر نہیں خواہ کسی کو کتنا بڑا مانے مگر رسول اللہ سے بڑھکر
کوئی نہیں نمازوں کو الگ کر کے پڑھنے کو علاوہ شبلی نعمانی نے الفاروق میں
حضرت عمر کا حکم قرار دیا وہ لکھتے ہیں ''دو نمازوں کو جمع کرنے کی نسبت تمام
ممالک مفتوحہ میں تحریری اطلاع بھیجی کہ ناجائز ہے (الفاروق ص۔۲۵۱)
موطا امام محمد کے حوالہ سے اسکو لکھا ہے

سجدہ گاہ

شیعہ حضرات مٹی کی ٹکیہ پر سجدہ کرتے ہیں کیونکہ شیعوں کے پاس سجدہ ہر چیز
پر جائز نہیں ہے۔ کپڑے یا شطرنجی یا گالین پر بھی سجدہ جائز نہیں ہے پاک
مٹی، بوریا یا حصیر پر سجدہ جائز ہے صحیح بخاری میں روایت ہے ابو سعیدؓ خدری
سے کہ انہوں نے رسول اللہ کو بھیگی مٹی پر سجدہ کرتے دیکھا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ
حضورِ اکرم ہتھیلی کے برابر مٹی کا بنا ہوا سجدہ گاہ استعمال فرماتے تھے عربی میں
جسکو (خُمرہ) کہتے ہیں حدیثِ بخاری میں اس طرح آئی ہے
ہم سے ابو الولید ہشام بن عبدالملک نے بیان کیا کہا ہم سے شیعہ نے کہا
ہم سے سلیمان شیبانی نے انہوں نے عبداللہ بن شداد انہوں نے ام
المدمین میمونہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلّم سجدگاہ
(چھوٹے مصلے) پر نماز پڑھتے (بخاری۔حدیث صہ ۲۵۱پ ۲ کتاب الصلوٰۃ)۔

علامہ وحید الزماں اپنی کتاب انوار اللغۃ میں حرف ۔خ کے ذیل میں خمرہ کی تعریف بیان کرتے ہیں کو لفظ ''خمرہ'' کے معنیٰ کھجور کے پتّوں سے بنایا ہوا ایسا چھوٹا سا ٹکڑا جس پر پیشانی سجدہ کرتے وقت ٹکائی جا سکے ابن اثیر نے جامع الاصول میں لکھا ہے کہ ''خمرہ'' وہ سجدہ گاہ ہے جس پر ہمارے وقت کے شیعہ سجدہ کرتے ہیں' وحید الزماں صاحب مزید لکھتے ہیں کہ میں اس رائے کا حامل ہوں کہ اس روایت کی رُو سے سجدہ گاہ رکھنا سُنّت ہے وہ لوگ جو اس کو منع کرتے ہیں اور رافضیوں کا طریقہ کہتے ہیں غلطی پر ہیں اس سُنّت پر عمل کرنے کی غرض میں اکثر ایک کھجور کے پنکھے پر سجدہ کرتا ہوں اور جاہلوں کے ملامت کی پرواہ نہیں کرتا ہم کو پیرویٔ سُنّت سے غرض ہے خواہ کوئی اُسے رافضیوں کا طریقہ کہے یا خارجیوں کا؟

(انوار اللغہ ملقب بہ وحید اللغۃ پ ۷ صہ ۱۱۸)

اب رہی بات یہہ کہ کربلا کی مٹی پر سجدہ کرتے ہیں تو چونکہ امام حُسینؑ کا خون دراصل رسولؐ اللہ کا خون ہے اور یہہ خون پاک ہے جس زمین میں یہہ خون جذب ہو اس کو خاکِ شفا کہتے ہیں اسپر سجدہ اک توسل ہے برکت حاصل کرنا ہے قبولیتِ نماز کیلیئے وسیلہ ہے جیسے اللہ نے سورۂ بقرہ آیت ۱۲۵ میں مقامِ ابراہیم مصلّٰی (جائے نماز) بنانے کا حُکم دیا ہے۔

جہاں حضرت ابراہیم خلیلؑ اللہ کا نقشِ قدم ہو وہ سجدہ گاہ بن سکتی ہے تو کربلا کی خاک کیوں نہیں جہاں آبروئے کعبہ فخرِ ابراہیمؑ سبطِ مصطفےؐ کا لہو جذب ہوا ہو۔

روزہ

روزہ شیعہ حضرات مغرب کی نماز کے بعد کھولتے ہیں یعنی اہلسنّت کے مقابل تاخیر سے کھولتے ہیں اس پر اکثر ناواقف لوگ اعتراض کرتے ہیں حالانکہ شیعوں کا عمل مطابقِ قرآن ہے سورۂ بقرہ آیت ۱۸۷ میں اسطرح حکم آیا ہے اور کھاؤ اور پیو (بھی) اس وقت تک کہ تم کو سفید خط (یعنی نور صبح (صادق) ہو جائے سیاہ خط پھر (صبح صادق سے) رات تک روزہ پُورا کیا کرو۔'' (ترجمہ اشرف علی تھانوی)

اسمیں اہم فقرہ ''رات تک روزہ پورا کیا کرو'' ہے۔ مغرب کے وقت شام ہوتی ہے مغرب کے بعد رات شروع ہوتی ہے پس شیعوں کا عمل آیتِ قرآنِ مجید کے مطابق ہے۔ نیز حدیث بھی اسپر گواہ ہے۔ اہلسنّت کے خلفاء میں سے دو خلفاء کا یہی عمل تھا۔ حدیث یہہ ہے۔ ترجمہ ''حمید بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطّاب اور حضرت عثمان بن عفّان نماز پڑھتے تھے مغرب کی رمضان میں جب سیاہی ہوتی تھی کی

طرف پھر بعد نماز کے روزہ کھولتے تھے۔ (موطا امام مالک صہ ۲۰۸ حدیث۔۹۔)
اگر شیعوں کا عمل غلط ہے تو حضرات عُمر و عثمان کے روزہ کو کیا کہا جائے گا
جب کہ یہہ حضرات بعد نمازِ مغرب افطار کرتے تھے۔ جب شیعوں کا عمل
مطابقِ حُکمِ قرآن ہے تو اسپر اعتراض کرنا ہی غلط ہے۔ لہٰذا اہلسنّت کو
چاہئیے کہ وہ اعتراض نہ کریں تا کہ شیعہ سُنّی علمی نظریاتی اِختلاف' ضد اور
ہٹ دھرمی کی زد پر نہ آئے

۔ متعہ ۔

نکاحِ متعہ یعنی مدّتی شادی جو شیعہ فقہ میں ہے اس پر ناواقف
حضرات اعتراض کرتے ہیں مگر قرآن و حدیث میں اسکا ثبوت پایا جاتا
ہے چنانچہ (سورۂ نساء پ۵ آیت ۲۴) میں اسکا ذکر ہے کہ '' جس
سے تم فائدہ اُٹھاؤ انہیں ان کا مقرر کیا ہوا مہر دیدو اور مہر مقرر ہو جانے کے
بعد تم آپس کی رضامندی سے جو طے کرلو اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں اللہ
تعالیٰ علم و حکمت والا ہے۔''
اس آیت کے ذیل میں علامہ عماد الدین ابن کثیر۔ صحابہ و تابعین کے متعہ
کے قائل ہونے کو اسطرح لکھتے ہیں۔ ''حضرت ابن عباسؓ اور چند دیگر
صحابہ سے ضرورت کے وقت اس کی اباحت مروی ہے حضرت امام احمد بن

خلیل سے بھی ایک روایت ایسی ہی مروی ہے۔ابن عباسؓ ابی بن کعبؓ سعید بن جبیر اور سدّی سے مِهُنَّ کے بعد اِلیٰ اَجَلِ مُسَمّیٰ قرأت مروی ہے لیکن جمہور اسکے خلاف ہیں۔''

اِلیٰ اجل مسمی کی قرأت مدت کو بتاتی ہے جب بعض صحابہ وتابعین اسکے قائل تھے تو جمہور کا انکار کیا معنیٰ رکھتا ہے جبکہ اُمّتِ مسلمہ کا بڑا طبقہ شیعہ اسکا قائل ہے اب احادیث بھی ملاحظہ فرمالیں۔

''جابر اور سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم پر رسولؐ اللہ کا منادی نکلا اور اس نے پُکار کر رسولؐ اللہ نے تم کو عورتوں سے متعہ کرنے کی اجازت دی ہے

(حدیث نمبر ۳۴۱۳)

جابرؓ کہتے تھے کہ ہم متعہ کرتے تھے یعنی عورتوں سے کئی دن کے لئے ایک متعہ کھجور اور آٹا دے کر رسولؐ اللہ اور ابوبکرؓ کے زمانہ میں یہاںتک کہ حضرت عمر نے اس سے عمرو بن حریث کے قصہ میں منع کیا۔'' (حدیث ۳۴۱۶ صحیح مسلم جلد۴)

متعہ سے جو اولاد ہو وہ میراث پاتی اب کیا اعتراض ابھی آپ نے پڑھا کہ حضرت عمر نے منع کیا انکی ممانعت کے پاس شرعی حکم نہیں کیونکہ دیگر صحابہ متعہ کے قائل تھے پس شیعوں کا عمل قرآن وحدیث کے مطابق ہے اعتراض محض ناواقفیت ہے۔

۔ تقیّہ ۔

شیعوں کے پاس عقیدہ تقیّہ ہے۔اس پر مخالفینِ مذہبِ شیعہ طعن کرتے ہیں جبکہ شیعوں کا یہہ عقیدہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے چنانچہ صحیح بخاری پ ۲۸ کتاب الاکراہ کی پہلی روایت میں ہے۔ ''فرمایا ہاں ہوسکتا ہے کہ تم کافروں سے اپنے تئیں بچانے کے لئیے کچھ بچاؤ کرلو (ظاہر میں ان کے دوست بن جاؤ)

یعنی تقیّہ کرلو۔۔۔۔اورامام حسن بصری نے کہا تقیّہ قیامت تک قائم رہے گا۔'' علامہ وحیدالزماں صاحب اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ تقیّہ ہماری شریعت میں جائز ہے جب تک آدمی کو اپنی جان مال یا عزّت آبرو جانے کا ڈر ہو اس پر بھی اگر تقیّہ نہ کرے اور مصیبت پر صبر کرے تو زیادہ اجر وثواب ملے گا لیکن ہم لوگ رافضیوں کی طرح تقیّہ کو اپنا شعار نہیں بنا لیتے کہ ضرورت بے ضرورت ہروقت تقیّہ کرتے رہیں۔''

(تیسیر الباری شرح صحیح بخاری پ ۲۸۔کتاب الاکراہ جلد ۹ صہ ۲۵)

علامہ صاحب تقیّہ کو مانتے ہیں علامہ بخاری نے بھی مانا ہے مگر وحیدالزماں صاحب کہتے ہیں کہ رافضیوں کی طرح ضرورت بے ضرورت ہروقت تقیّہ نہیں کرتے حالانکہ شیعہ تقیّہ ضرورت کے وقت ہی کرتے ہیں

ورنہ مناظرہ کی ہزاروں کتابیں کیوں لکھی جاتیں جبکہ مناظرہ تقیّہ کے خلاف ہے تقیّہ تو ظاہراً دشمن کی بات ماننے کا نام ہے جب قرآن سے تقیّہ ثابت ہے تو پھر کوئی کچھ کہے فرق نہیں پڑتا قرآن کہتا ہے کہ۔ ''ایمانداروں کو چاہیئے کہ ایمان والوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ کی حمایت سے نہیں مگر یہہ کہ ان کے شر سے کسی طرح بچ جانا ہو اور اللہ تمہیں خود اپنی ذات سے ڈرا رہا ہے اور اللہ ہی کی طرف لوٹ جانا ہے (آلِ عمران پ۲ آیت ۲۸) اس آیت کی تفسیر میں ابن کثیر لکھتے ہیں کہ۔ ''پھر ان لوگوں کو رخصت دی جو کسی شہر میں کسی وقت ان کی بدی اور ان کی بُرائی سے ڈر کر دفع الوقتی کے طور پر تھا پر کچھ میل ملاپ ظاہر کر دیں لیکن دل میں ان کی طرف رغبت اور ان سے حقیقی محبت نہ ہو جیسے صحیح بخاری میں حضرت ابودرحاءؓ سے مروی ہے کہ ہم بعض قوموں سے کشادہ پیشانی سے ملتے ہیں لیکن ہمارے دل ان پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔'' (تفسیر ابن کثیر جلد۱ ص۵۷ پ۳ آیت ۲۸۹)
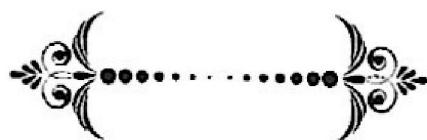
عیدِ غدیر

شیعوں میں عیدِ غدیر کے نام سے عید منائی جاتی ہے کیونکہ ۱۸ رذی الحجہ کو رسولِ خُدا نے حضرت علیؑ کو بمقام غدیرِ خُم اپنا جانشین قرار دیا اصحاب کو جمع کیا اور میدانِ خُم میں منبر بنوایا اور برسرِ منبر ایک لاکھ چوبیس ہزار اصحاب کے درمیان خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ''مَنْ کنتُ مولاہٗ فھذا علی مولاہٗ میں جسکا مولا (حاکم) ہوں پس یہہ علیؑ اسکا مولا (حاکم) ہے اسکو حدیثِ مولاۃ حدیثِ غدیر کہتے ہیں ترمذی و ابن ماجہ میں یہہ روایت باب مناقب میں حضرت علیؑ کی فضیلت میں آئی ہے۔ اور یہہ حدیث متواتر ہے علامہ عبید اللہ امرتسری لکھتے ہیں کہ ''اس حدیث کو حافظ جلال الدین سیوطی نے فوائد المتکاثرہ فی اخبار رالمتواترہ اور فی الازھار المتناثرۃ فی الاخبار المتواترہ'' اس حدیث کو حافظ جلال الدین سیوطی نے فوائد متکاقرہ اور ازہار متناثرہ میں لکھا اور علی متقی نے مختصر قطف الازھار میں لکھا ہے ان کتابوں میں ان دونوں صاحبوں نے احادیث متواترہ کے جمع کرنے کا التزام کیا ہے'' علامہ امرتسری نے اس بیان کو بعنوان ''حدیثِ غدیر کا صحیح بلکہ متواتر ہونا'' کے ذیل میں لکھا ہے

(ارجح المطالب۔ چوتھا باب ۴ ص ۱۹۰) پر لکھا ہے

علامہ ابن حجر عسقلانی نے کہا کہ ''حدیثِ غدیر ترمذی ونسائی میں بہت کثیر طریقوں سے ثابت ہے میں نے ابن عقدہ کی اس سلسلہ میں منفرد کتاب دیکھی جسمیں صحیح اسناد کی کثرت ہے

(فتح الباری شرح بخاری جلد ۷ ص ۸۵ شرح حدیث منزلت)

حضرت عمر نے مولیٰ علیؑ کو مبارکبادی دی:۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے واقعۂ غدیر کو بیان کرتے ہوئے لکھا کہ ''اس کے بعد فرمایا حق تبارک وتعالیٰ میرا مولا ہے اور میں تمام مسلمانوں کا مولیٰ ہوں اس کے حضرت مرتضیٰؑ کرم اللہ وجہہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اے خُدا جس کا میں مولیٰ ہوں یہہ علیؑ بھی اس کے مولیٰ ہیں۔ مروی ہے کہ اس واقعہ کے بعد حضرت عمر فاروق نے حضرت علیؑ سے ملاقات کی اور فرمایا'' اے ابنِ ابی طالبؑ مبارک ہو اور خوشی ہو کہ صبح وشام اس حال میں تم کرتے ہو کہ ہر مرد وزن مومن کے تم مولیٰ ہو (مدارج النبوۃ صہ ۶۷۹ جلد ۲)

آیت بلّغ۔ سورۂ مائدہ آیت ۶۷ میں ہے'' اے رسولؐ جو جو کچھ آپ کے رب کی جانب سے آپ پر نازل کیا گیا آپ سب پہونچا دیجئے اور اگر آپ ایسا نہ کرینگے تو آپ نے اللہ کا ایک پیغام بھی نہیں پہونچایا اور اللہ آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھیگا (ترجمہ اشرف علی تھانوی صاحب)

بن عفان کے قتل کی خوشی کرتے ہیں کتنا غلط ہے کہاں دورِ رسالتؐ کے واقعہ پر خوشی اور کہاں ۳۵ ھ کے قتل کا واقعہ کوئی مناسبت نہیں ہے اور بھی گندی تہمتیں باندھتے ہیں اللہ انکو ہدایت دے۔

عزاداری

عزاداری یعنی امام حُسین علیہ السلام کے غم میں ایاّمِ عزا میں گریہ، ماتم، علم برداری، زنجیر وقمہ زنی پر آئے دن لوگ اعتراض کرتے ہیں کبھی تو کہا جاتا ہے صدیوں پہلے واقعات پر آج کیوں رویا جاتا ہے؟ کبھی کہا جاتا ہے شہید زندہ ہوتا ہے تو زندہ کا ماتم کیوں کیا جاتا ہے۔ ان معترضین سے اگر کوئی غیر مسلم پوچھے کہ قربانیِ اسماعیلؑ کا واقعہ ۲۰۰۰ ہزار سال سے بھی پُرانا ہے تو اسمٰعیلؑ کے بچنے پر آپ کیوں خوش ہوتے ہیں تو لوگ کیا جواب دینگے یہی نا کہ انکے بچنے کی خوشی ہے تو نبیؐ کے نواسے کا غم کیوں نہیں؟ ابراہیمؑ خلیل اللہ کا بیٹا بچ گیا مگر رسولؐ اللہ کا نواسہ جو آیتِ مباہلہ (آلِ عمران آیت ۶۱) کی روشنی میں آخری نبیؐ کا بیٹا ہے تو کیا انکے دردناک شہید ہونے کا غم نہ کریں؟ یہہ کہنا کہ شہید زندۂ جاوید ہے اسکا غم و ماتم کیوں؟ تو حضرت حمزہؓ بھی شہید ہیں تو رسولؐ اللہ نے حمزہؓ پر رونے کو کیوں کہا؟ رونے والوں کو دُعاء کیوں دی دیکھو طبقات ابن سعد جلد ۳ صہ ۲۰۰

''کیا امام حُسینؑ کی شہادت حضرت حمزہؓ سے دردناک نہیں؟ جو پردیس میں، شدّت کی بھوک، پیاس، میں شہید ہوئے جنکا سر نیزہ پر دیار بہ دیار پھرایا گیا۔ جنکے گھر کی خواتین کو قیدی بنایا گیا رسولؐ اللہ کی نواسیاں قید کی گئیں یہہ کرنے والے نام نہاد مسلمان تھے یہہ غم ظلم کے خلاف احتجاج ہے اور خود سرکارِ دو عالمؐ کی رُوح پر اسکا شدید صدمہ پہونچا تھا چنانچہ ترمذی شریف میں ہے کہ ''روایت ہے سلمٰی سے انہوں نے کہا میں گئی اُمِّ سلمٰیؓ کے پاس اور وہ رو رہی تھیں میں نے سبب پوچھا تو انہوں نے کہا میں نے دیکھا رسولِ خدا صلیٰ اللہُ علیہ وآلہٖ وسلّم کو خواب میں اور ان کے سر اور ریشِ مبارک پر خاک تھی میں نے سبب پوچھا تو فرمایا میں حاضر ہوا تھا قتل میں حُسینؑ کے ابھی

(ترمذی۔ جلد۲۔ صہ۷۹۲ باب مناقب امام حسنؑ و امام حُسینؑ)

آپ دیکھیے رسولؐ اللہ روزِ عاشورہ کس طرح غمگین ہیں بر سرِ خاک ہیں تو کیا مسلمان روزِ عاشورہ نت نئے کپڑوں میں، میک اپ کئے ہوئے راستوں میں میلہ لگائے، روزِ عاشورہ عید کر کے نبیؐ کے دل کو دُکھائیں قاتلانِ امام حُسینؑ کی روحوں کو خوش کریں۔ یہہ بنو امیّہ خاندانِ یزید سے اپنا تعلق ظاہر کرنا ہے اور یہہ انہی کی ایجاد ہے ابن حجر نے صواعق محرقہ

میں اس بات کو لکھا ہے
ابن تیمیہ نے بھی منہاج السُنّۃ میں اس بات کو لکھا ہے اصل میں بات یہ
ہے کہ بعد واقعۂ کربلا ۱۳۲ھ ہجری تقریباً ۵۰ سال تک بنوامیّہ کی حکمرانی
رہی اس دَور میں قاتلانِ حُسینؑ روزِ عاشورہ خوشی کرتے رہے امام زین
العابدینؑ چالیس (۴۰) سال غم کیئے ہیں تمام سیرت نگاروں نے لکھا ہے
اور ائمّۂ اہلبیتؑ میں ہر امامؑ نے امام حُسینؑ کا غم کیا مرثیہ پڑھوایا مرثیہ سُنا
روئے رُلائے اور شہادتِ امامِ حُسینؑ پر رونے کی ترغیب دی اسپر ثواب
اور جنّت کے ملنے کو بتایا ہے جیسا کہ ملا محمد حُسین فرنگی محلی نے وسیلۃ النجاۃ
میں لکھا جو کہ مشہور سُنّی عالم ہیں شیعہ اپنے عقائد و اعمال میں اہلبیتؑ رسولؐ
کے پابند ہیں تو انہوں نے غم کو اپنا شعار بنالیا۔ مجلسِ عزاء کرنا، مرثیہ پڑھنا
رونا رُلانا اہلبیتؑ سے ہی لیا ہے اور بعض انصاف پسند سُنّی علماء نے بھی
اسکی تائید کی علامہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے اپنی کتاب ''فتاوٰی
عزیزیہ میں مرثیہ پڑھنے و پڑھانے رونے رُلانے کو جائز کہا اور اسے
اپنے معمولاتِ محرم (عاشورہ کے اعمال) سے قرار دیا ہے باقی عَلَمِ
مُبارک۔ ذوالجناح۔ تعزیہ وغیرہ جو رسوماتِ عزاء بجالائے جاتے ہیں وہ
سب شعائر اللہ (اللہ کی نشانیوں میں) سورۂ حج آیت ۳۲ پ ۱۸ میں ہے''

ذوالجناح کے نکالنے پر سوال کرے ذوالجناح امام حُسین علیہ السلام کی سواری کا نام ہے شیعہ ایّامِ عزاء میں اسکی شبیہہ نکالتے ہیں اور اُسکی تعظیم بھی کرتے ہیں اسکے لیئے بھی یہی دلیل ہے نیز سورۂ حج پ ۱۷ آیت ۳۶ میں ہے "قربانی کے اونٹ بھی ہم نے تمہارے واسطے خدا کی نشانیوں میں سے قرار دیئے ہیں" فقہی مسئلہ ہے کہ قربانی کے جانور کا (گلے کا پٹّہ) اسکی بھی توہین نہ کریں۔ حالانکہ یہہ جنّت سے اُترا ہُوا جانور نہیں ہے بلکہ اسمٰعیلؑ کے مینڈھے سے اسکو نسبت ہے اور اسکی تعظیم کیجاتی ہے تو امام حُسینؑ کے گھوڑے ذوالجناح کے شبیہہ کی تعظیم کرنا کیوں غلط ہوگا؟ اسی طرح بعض لوگ کہتے ہیں کہ سینہ کوبی کرنا' چہرے پر ہاتھ مارنا' خونی ماتم کرنا کیسے صحیح ہوگا؟ تو اسکا جواب یہہ ہے کہ جب تک اسپر ممانعت نہ ہو یعنی کوئی جب تک یہہ نہ دکھائے کہ امام حُسینؑ پر اسطرح کا ماتم کرنا صراحت کیساتھ منع نہ دکھائے جائز ہوگا کیونکہ شیعہ سُنّی دونوں کے پاس یہہ عدہ مشہور ہے کہ "اصل اشیاء میں اباحت ہے (حلال ہے) اور شیعہ کہتے ہیں جب تک کسی شئے کی حُرمت ثابت نہ ہو وہ حلال ہے اسی کو "اصل برائت" کہا جاتا ہے پس امام حُسینؑ کے غم میں یہہ ماتم زنجیر' قمہ' وغیرہ جائز رہے گا اہلسنّت کی کتاب تفسیر در منثور میں اس آیت کے تحت

لکھا ہے کہ آسمان امام حُسینؑ کی شہادت پر سُرخ ہوگیا تھا سورۂ دخان آیت ۲۹ ''یعنی ان لوگوں پر نہ تو آسمان رویا نہ زمین روئی اور نہ انہیں مہلت دی گئی۔''

اگر صحابہ کے عمل سے معلوم ہو کہ انہوں نے کسی کے غم میں چہروں کو پیٹا تھا اور کھانا بھی کھلایا تھا تو یہہ عمل امام حُسین علیہ السلام کے حق میں اور زیادہ ثابت ہوگا اب دیکھئے صحابہ خالد بن ولید کی موت پر کیا کیئے ہیں

'' عبداللہ بن عکرمۃ سے روایت ہے فرمایا: لوگوں کی بات پر تعجب ہے حضرت عمر نے نوحہ کرنے سے منع فرمایا جب کہ خالد بن ولید پر مکہ اور مدینہ میں ہی مغیرہ کی عورتیں سات دن روتی رہیں انہوں نے گریبان چاک کیئے، چہروں پر مارا اور لوگوں کو ان ایّام میں کھانا کھلایا یہانتک کہ وہ دن گذر گئے حضرت عمر انہیں منع نہیں کرتے تھے

(کنز العمال، حصہ پانزدھم صہ ۳۱۲ حدیث نمبر ۴۲۹۰۸)

یہی عمل شیعہ امام حُسینؑ کے غم میں کریں اعتراض کیوں۔؟ اک اور ثبوت حضرت عائشہ کا ماتم

مجھ سے یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر نے اور انہوں نے اپنے باپ عباد سے روایت بیان کی میں نے حضرت عائشہ کو یہہ کہتے ہوئے سُنا جس

وقت رسولؐ اللہ کی وفات ہوئی تو آپ میرے سینے اور گلے کے درمیان تھے اور میرے گھر میں تھے وفات کے بعد میں نے آپؐ کا سر تکیے پر رکھدیا اور کھڑے ہوکر عورتوں کیساتھ سینہ کوٹنا اور ہاتھ چہرے پر مارنا شروع کردیا

(سیرتِ زین ہشام جلد۲ ص ۸۰۳)

کیا صحابہ اور بی بی عائشہ کا عمل صحیح نہ تھا؟ صحیح تھا تو پھر شیعوں کا عمل غلط کیوں ہے۔ یہہ سب ناواقفیت سے کہا جاتا ہے اب جب کے معلوم ہوگیا کہ شیعوں کے اعمال مطابقِ کتبِ احادیثِ اہلِسنّت ہیں تو متفقہ چیزوں پر اعتراض نہ کرکے مسلمانوں کے درمیان دوری ونفرت پیدا نہ کیجاتی بلکہ ان کو مانا جائے ورنہ اپنے ہی مذہب کے خلاف کہنا ہوگا کیونکہ یہہ سب اہلسنّت کی کتب سے ثابت ہے